

پولناشاد الحق اثری ادارہ علوم اتریه
فیصل آباد

اختلافِ امت اور مسلکِ اعتدال

امتِ مسلمہ کی پستی اور بربادی کے اسباب و عوامل پر غور کیا جائے تو سرفہرست اس کا سبب باہم اختلاف و تشتت نظر آئے گا۔ جس سے اللہ ذوالجلال نے بڑی شدت سے منع فرمایا کہ :

”ولا تكونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البینات“
(آل عمران ۱۰۵)

”ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے دلائل آجانے کے بعد اختلاف کیا اور فرقہ فرقہ بن گئے“

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے :

”ولا تنازعوا فتقشلو و تذهب ریحکم“ (الانفال ۷)

”کہ باہم مت جھگڑو ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔“

لہذا امت میں اختلاف کسی صورت محمود نہیں۔ بالخصوص جب کہ اس نے نظر و فکر کی حدود کو پھیلاؤنگ کر عملی طور پر باہم انتشار و افتراق کی صورت اختیار کر لی ہو۔ بعض حضرات صحابہ کرام اور ائمہ دین کے مابین فقہی و اجتہادی اختلاف کو ”رحمت“ سمجھتے ہیں۔ اور اس بات کے قائل ہیں کہ ان میں سے جس کسی کے فتویٰ پر عمل کر لیا جائے صحیح ہے۔ لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں۔

علامہ ابن عبد البر اسی اندازِ فکر کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”هذا مذہب ضعیف عند جماعة من اهل العلم وقد ارفضه اکثر الفقهاء و اهل النظر“
(جامع بیان العلم ص ۷۸)

یعنی ”یہ مذہب اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے اکثر فقہاء اور اہل نظر نے اس کو چھوڑ دیا ہے“

اس سلسلے میں انہوں نے یہ واقعہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود کے مابین ایک چادر میں نماز پڑھنے کے متعلق اختلاف ہوا حضرت ابیؓ نے فرمایا کہ ایک چادر میں نماز پڑھنا اچھا ہے اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب کپڑے کم تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو علم ہوا تو غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا :

”اختلف رجلان من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن ينظر اليه ويؤخذ عنه وقد صدق ابى ولم يال ابن مسعود ولكنى لا اسمع احدا يختلف فيه بعدا مقامى لهذا الافعلت به كذا و كذا“
(جامع بيان العلم ص ۸۴)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوايسے ساتھیوں کا اختلاف جن کی طرف دیکھا جاتا ہے اور ان سے (مسائل) افذکیے جاتے ہیں۔ ابی بن کعب نے سچ کہا اور ابن مسعودؓ نے بھی کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن آج کے بعد یہاں جو بھی اختلاف کرے گا میں اس سے ایسے اور ایسے معاملہ کروں گا“

حضرت امام مالکؒ اور امام لیثؒ فرماتے ہیں :

”اختلف اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس كما قال ناسن فيه توسعة ليس كذا لك انما هو خطأ وصواب“ (ایضاً ص ۸۴)
”صحابہ کرام کا اختلاف ایسا نہیں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں توسع ہے بلکہ اس میں خطاء ہے یا صواب ہے“

مگر اس کے برعکس کچھ حضرات ”توسع“ کے قائل ہیں بلکہ اختلاف کو ”رحمت“ قرار دینے پر بھی مصر ہیں۔ حیرت یہ کہ بعض نے تو اسی سلسلے میں ایک حدیث بھی بنا ڈالی کہ :

”اختلف امتی رحمة“ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے)

اس کے بارے میں علامہ المناویؒ علامہ السبکیؒ سے نقل کرتے ہیں :

”لم اقف على سند صحيح ولا ضعيف ولا موضوع“ (فیض القدير ص ۲۱۲)

کہ ”میں نہ اس کی کسی صحیح سند پر واقف ہوں نہ اس کی کسی ضعیف اور موضوع

سند پر
علامہ ابن حزم الاحکام میں اسے باطل قرار دیتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں
لکھتے ہیں :

”لو كان الاختلاف رحمة لكان الاتفاق سخطا وهذا مالا بقوله
مسلم۔“
(الاحکام ص ۱۱۵)

کہ ”اگر اختلاف رحمت ہے تو اتفاق ناراضگی کا باعث ہوگا اور یہ ایسی بات
ہے جو کوئی بھی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔“

بعض حضرات اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں نے اپنے بعد اپنے اصحابؓ کے اختلاف
کے بارے میں اپنے رب تعالیٰ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی نازل فرمائی
کہ آپ کے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ آسمان کے تاروں کے ہیں ان میں سے بعض بعض
سے روشن ہیں :

”فسن اخذنا بشئ مما هم عليه من اختلافهم فهو عندي
على هدى۔“

”پس جس شخص نے ان کے اختلاف کی صورت میں ان میں سے کسی ایک کے
طریقہ کو اختیار کیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔“

لیکن یہ روایت بھی سخت ضعیف بلکہ باطل اور موضوع ہے۔ جب کہ اس کا راوی عبدالرحیم
بن زید العی کذاب ہے۔

علامہ المناوی نے علامہ ذہبی سے نقل کیا ہے :

”هذا الحديث باطل“ کہ یہ حدیث باطل ہے۔ فیض القدیر (ص ۶، ج ۴)
امام بزار نے بھی اس حدیث کو غیر صحیح بلکہ ”کلام منکر“ قرار دیا ہے جیسا کہ ابن تیمیہؒ نے
منہاج السنۃ ص ۲۳۹ اور علامہ ابن عبد البر نے جامع بیان العلم ص ۹۹ میں نقل کیا ہے۔ بلکہ
”اصحابی کالنجوم“ کے الفاظ سے جملہ روایات ناقابل اعتبار اور سخت ضعیف ہیں۔
جن کی تفصیل سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ (ص ۷۸-۷۹) میں دیکھی جاسکتی

۱۰ بیانات (ص ۱۲)

ہے۔

پھر جن حضرات کی نظر حضرات صحابہ کرامؓ کے فقہی مسائل پر ہے وہ بھی اس کی کبھی تائید نہیں کر سکتا۔ مثلاً حضرت ابو طلحہؓ برف کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے کے قائل نہ تھے۔ (مسند احمد ص ۲۴۹ الاحکام ص ۴۳) حضرت سمرہ بن جندبؓ شراب کی خرید و فروخت کے قائل تھے۔ مسلم (ص ۲۳ ج ۲) مصنف عبدالرزاق (ص ۱۹۵، ۱۹۶ ج ۸) السنن الکبریٰ (ص ۱۲ ج ۶) مسند حمیدی (ص ۹ ج ۱) وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مسائل میں تشدد اور حضرت ابن عباسؓ کا ان کے برعکس نرم ہونا اہل علم کے ہاں معروف ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ حضرت ابن عمرؓ غسل جنابت میں پھرے کے ساتھ آنکھوں کو کھول کر دھونے کے قائل تھے۔ (موطأ مع الزرقانی ص ۹۱) اسی بناء پر آخر عمر میں ان کی مینائی بھی جاتی رہی تھی۔ ان دونوں بزرگوں کے اسی نوعیت کے بعض تفروات کے لیے دیکھئے۔ زاد المعاد (ص ۱۹۵ ج ۱) فصل صوم یوم الشک۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو روع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کی بجائے دو گھٹنوں کے درمیان رکھنے (یعنی تطبیق) کے قائل تھے۔ صحیح مسلم (ص ۲۰۲ ج ۱) وغیرہ۔ اسی نوعیت کے بیسیوں مسائل ہیں جن میں صحابہ کرامؓ کے قول و عمل پر امت نے صاد نہیں فرمایا۔ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ علیہ وسلم کے دور میں بھی اپنے فتویٰ کا اظہار کرتے تھے جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی تردید خود آنحضرت ﷺ علیہ وسلم نے بھی فرمائی۔

حضرت ابوالسائبؓ نے آنحضرت ﷺ علیہ وسلم کی زندگی میں بیعتہ الاسلامیہ کو یہ فتویٰ دیا کہ اس کی عدت وضع حمل نہیں بلکہ چار ماہ دس دن ہے۔ مگر جب بیعتہؓ نے آنحضرت ﷺ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا تو آپؐ نے ابوالسائبؓ کی تردید فرمائی۔ مقام غور ہے کہ اس کے باوجود حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما کا فتویٰ یہی ہے کہ حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن یا ابی۔ الاہلبین ہے۔ بلکہ امام شافعیؒ اور امام محمد بن نصر مروزیؒ نے ایسے مسائل پر مستقل رسائل لکھے ہیں جن میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہما کے ان فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے جو سنتِ معروفہ کے مطابق نہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

منہاج السنۃ (ص ۱۵۶، ۱۵۷ ج ۳)

جب صورت واقعہ ہے تو کیا آنحضرت ﷺ علیہ وسلم کے بعد یہ امکان ختم ہو گیا

تھا کہ کسی صحابیؓ نے کوئی غیر صحیح فتویٰ صادر نہیں ہوگا کہ آپؐ نے فرمایا ”بایہم اقتدا یتم“
 اہتدایتم“ کہ ان میں سے جس کی تم اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے :- کلاماً کلاماً۔ بلکہ ہم
 تو دیکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقیہ امت و اشکاف الفاظ میں فرماتے ہیں:
 ”فان کان حقاً فمن الله وان کان باطلاً فمنی، واللہ ورسولہ ہریان“

ابوداؤد مع العون (ص ۲۰۲ ج ۲)

کہ ”اگر یہ سچی ہے تو یہ اللہ کی جانب سے ہے، اور اگر باطل ہے تو یہ میری
 طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے
 بری الذمہ ہیں۔“

لہذا یہ بات کیونکر صحیح باور کی جاسکتی ہے کہ جس صحابی کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت
 پاؤ گے۔ البتہ حضرات صحابہ کرامؓ کے اجماعی اور متفق علیہ مسائل سے انحراف قطعاً صحیح نہیں
 صابہ کرامؓ کے مابین اختلاف کا کون انکار کر سکتا ہے؟ مگر ان کا یہ اختلاف اجتہاد و دلائل
 و تحریر و تتبع کے مختلف ہونے کی بنا پر ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں ان سے خطا بھی ہوئی تو
 اے امام الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث اصحابی کا لہجہ ”اگر نبیؐ سے تو اس کے معنی میں یہی ہیں کہ وہ
 کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اس میں وہ امین و مقتدا ہیں :- ان مع هذا الخبر فمعناه
 ما نقلوا عنه وشهدوا به عليهم فكلهم ثقة مؤتمن علی ما جاء به لا يجوز عندي غير
 هذا الخ جامع بيان العلم ص ۹۔ علامہ ابن عبد البر نے یہی قول التہجد (ص ۲۶۳ ج ۲) میں بھی
 کیا ہے اسی کے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت مسورؓ کے مابین ایک مسئلہ میں اختلاف کرتے
 نے فرماتے ہیں ”مولو کانوا کالنجوم فی آراء ہم واجتہاد ہم اذا اختلفوا اقل ابن عباس
 سور انت نجم وانا نجم فلا عليك وبأينا اقتدى في قوله فقد اهدى الخ۔“

کہ ”اگر صحابہ کرامؓ اپنی آراء اور اپنے مختلف اجتہادات میں تاروں کی مانند ہوتے تو حضرت
 ابن عباسؓ جناب مسورؓ سے فرماتے تم بھی ستارے ہو میں بھی ستارہ ہوں لہذا کوئی بات نہیں ہو
 بھی ہم میں سے کسی کی اقتداء کرے گا ہدایت پر ہوگا“ (التہجد ص ۲۶۳)

اس کے بعد انہوں نے اسی نقطہ نظر پر نفس اشارے کیے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنے مختلف فیہ
 باتوں میں قطعاً تاروں کی مانند نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے سے دلیل کا مطالبہ کرتے۔ جس کے پاس
 ب و سکتے سے دلیل ہوتی اس کا قول قبول کر لیتے ورنہ اسے رد کر دیتے ہیں۔

وہ عند اللہ مأثور ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

”اذا حکم الحاكم فاجتهدا فاصاب فله اجران وان حکم فاجتهدا فأخطا فله اجر“ (بخاری و مسلم و ابوداؤد ص ۳۲۳ وغیرہ)

کہ ”جب حاکم اجتہاد کرے اور وہ راہ صواب کو پہنچ جائے تو اسے دو اجر ملیں گے اور اگر اُس سے خطا ہوئی تو اُسے ایک اجر ملے گا۔“

وہ اس اختلاف کے باوجود باہم شکر و شکر تھے اور منافرت سے محفوظ تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرامؓ سفر میں نماز قصر کے قائل تھے مگر اس کے باوجود حضرت عثمانؓ کے پیچھے منیٰ میں چار رکعتیں بھی پڑھ لیتے تھے۔ (مسلم ص ۲۲۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کا یہ عمل نقل کیا کہ وہ فقہی مسائل میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے تفصیل کے لیے دیکھئے :

(الفتاویٰ الکبریٰ ص ۳۸)

امام احمدؒ خون نکلنے سے وضو، ٹوٹ جانے کے قائل تھے ان سے پوچھا گیا کہ اگر کسی امام نے خون نکلنے پر وضو نہیں کیا تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ تو انہوں نے فرمایا :

”کیف لا اصلي خلف الامام مالك وسعيد بن المسيب“

کہ ”میں امام مالکؒ اور سعید بن مسیبؒ (جو کہ خون نکلنے سے وضو کے قائل نہ

تھے) کے پیچھے نماز کیوں نہ پڑھوں“ (الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ (ص ۳۸) وجۃ الشہداء ۱۵۹)

قاسمی ابویوسفؒ نے ایسے کنویں کے پانی سے غسل کر کے نماز جمعہ پڑھا دی جس میں چوہا مرا ہوا تھا جب انہیں اس پر خبردار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا :

”نأخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل

خبثا“

کہ ”ہم آج اپنے بھائی اہل مدینہ کے قول پر عمل کرتے ہیں کہ جب پانی دو قلعے ہو

تو وہ پلید نہیں ہوتا“

اسی طرح صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؓ کے یہ بھی نماز پڑھی دریاں حالیکہ

خلیفہ نے سبکی لگوائی اور امام مالک کے قول کے مطابق انھوں نے وضو نہ کیا مگر قاضی ابویوسف نے نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ (القنایۃ الکبریٰ ص ۳۸۰ ج ۲)۔

سلف کے مابین فقہی اختلاف کی یہی نوعیت تھی۔ مگر بعد کے ادوار میں جب تحقیق کی جگہ عناد و جھوٹ نے لی اور فقہی مسائل کی حیثیت معاذ اللہ ”شرائع متعددہ“ کی سی بنا دی گئی۔ جیسا کہ علامہ المناوی نے فیض القدیر (ص ۲۰۹ ج ۱) میں اشارہ کیا ہے اور انہی کے حوالہ سے مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم لکھتے ہیں :

”فقہاء امت کے مختلف مسائل کا وہ درجہ ہوگا جو زمانہ سابقہ میں انبیاء علیہم السلام کی مختلف شرائع کا تھا کہ مختلف ہونے کے باوجود سب کے سب اللہ ہی کے احکام تھے“ (معارف القرآن ص ۲۶۲)

جس کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ فقہاء کرام بالخصوص ائمہ اربعہ کے مابین فقہی اختلاف کی پوزیشن انبیاء سابقین علیہم السلام کی مختلف شرائع کی ہے جو جس کا نتیجہ ہے وہ حق پر ہے لیکن کیا یہ فقہی اجتہادات و اختلافات تمام کے تمام من جانب اللہ ہیں ؟ سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ !

وقد صدق الله عز وجل :

”ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا“ مگر اسی فکر کا نتیجہ ہے کہ ان فقہی مکتب فکر سے وابستہ حضرات میں اختلاف و انتشار کی ایسی مسموم فضا پیدا ہوئی کہ جس کا تصور کسی مسلمان جماعت سے ممکن نہیں چنانچہ محمد بن موسیٰ جو کہ حنفی فکر کے قبیح اور دشمن کے قاضی تھے کہا کرتے :

”لو كان لي امرٌ اخذت البزية من الشافعية“

(میزان الاعتدال ص ۵۲ ج ۲ والوابر المعنوية ترجمہ محمد بن موسیٰ مذکور)

”کہ اگر میرے اختیار میں ہو تو شافعیوں سے جزیہ وصول کرتا“

مقام غور ہے کہ قاضی محمد بن موسیٰ آخر شافعیوں کو کیا سمجھتے تھے ؟ جزیہ تو بہر حال کافروں سے وصول کیا جاتا ہے۔ علامہ یا قوت الحموی ”الدری“ کے حالات کے تحت لکھتے ہیں : کہ وہاں تین گروہ تھے شافعی سب سے کم ان سے زیادہ حنفی جب کہ وہاں ”سواد اعظم“ شیعہ تھے بلکہ نصف آبادی شیعہ حضرات کی تھی۔ وہاں پہلے شیعہ سنی فساد و فتنہا تو شافعیوں

اور حنفیوں نے مل کر شیعہ کو تیس تیس کر ڈالا تا آنکہ کوئی قابل ذکر شیعہ نہ بچ سکا۔ اس کے بعد حنفیوں اور شافعیوں کے مابین لڑائیاں ہوئیں مگر شافعی باوجود یکہ تعداد میں کم تھے مگر وہ ہر بار غالب آتے ”المرثاق“ کے حنفیوں نے اپنے ہمنواؤں کی امداد بھی کی مگر کوئی پیش نہ گئی، یہاں تک کہ شیعہ اور حنفیوں میں سے وہی بچ سکا جس نے اپنے مسلک کو چھپائے رکھا بلکہ انہوں نے چھپنے کے لیے اپنے گھروں کو تہہ خانوں میں منتقل کر لیا تھا اور اگر وہ یوں نہ کرتے تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکتا۔ (معجم البلدان ص ۱۱۱، فہر الاسلام ص ۱۱۱)

اسی طرح علامہ موصوف ”اصبھان“ کے حالات میں لکھتے ہیں:

”وقد فشا الخراب في هذا الوقت وقبله في نواحيها فكثر في الفتن و التعصب بين الشافعية والحنفية والحروب المتصلة بين الحزبين فكلها ظهرت طائفة فهدت محلة الاخرى و احرقتها وخربتها لا يأخذ في ذلك الا ولا ذمة“ (معجم البلدان ص ۱۲۰۹)

یعنی ”اس زمانہ میں اور اس سے قبل تو اس صوبہ میں شافعیہ و حنفیہ کے مابین تعصب کے نتیجے میں تباہی پھیل گئی۔ دونوں جماعتوں میں مسلسل لڑائی رہتی جب ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کر لیتا تو وہ ان کے مکانات اکھاڑ ڈالتا اور جلا دیتا اور یہ کام کرتے ہوئے ہمارے عیسوی دور ہوتی۔“

علامہ ابن کثیر ۳۲۲ھ کے حوادث میں لکھتے ہیں کہ حنابلہ کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ جہاں بھی نیبزدیکھتے اسے گرا دیتے، مغنیہ پاتے تو اسے مارتے اور آلات لہو و لعب توڑ دیتے، مرد اپنی عورت اور بچوں کے ساتھ چلتا نظر آجاتا تو اس سے پوچھتے، یہ ساتھ کون ہے؟ وہ اگر صحیح بات کہتا تو قبہا ورنہ اسے خوب مارتے پیٹتے اور فاحشہ قرار دے کر سپاہیوں کے سپرد کر دیتے۔ بالآخر جہادی الاخریٰ میں بدر الحرفی نے نواحی بغداد میں اعلان کر دیا کہ دو منبلی کسی جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور نہ کوئی ان سے مناظرہ و مناقشہ کرے اور مغرب و عشاء اور صبح کی نماز میں (امام شافعی کے قول کے مطابق) کوئی امام بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے بغیر نہ پڑھائے۔ جس پر فتنہ مزید بڑھا۔ کوئی شافعی المذہب مل جاتا تو وہ اسے مار مار کر ادھ مویا کر دیتے (المکالم ص ۳۰۲، ۳۰۸ ج ۸، و فہر الاسلام ص ۱۱۹، ۱۲۰ ج ۸)۔

اسی طرح علامہ ابن اثیر ۴۲۷ھ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ حنابلہ و شافعیہ کے مابین اختلاف و انتشار بڑھا تو ابو علی بن الفراء اور ابن تیمی حنابلہ کی قیادت کرتے تھے اور نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھنے اور اذان میں تریح پر شریک انکار کرتے تھے تا آنکہ معاملہ خلیفہ تک پہنچا مگر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ حنابلہ نے ”باب الشعیر“ کی مسجد میں پہنچکر امام کو جہراً بسم اللہ پڑھنے سے منع کیا تو امام نے قرآن نکال کر کہا۔

”اذیلوها من المصحف حتی لا تلوھا۔“

کہ ”اس کو قرآن مجید سے نکال دو تا کہ میں اسے نہ پڑھوں۔“ (الکامل ص ۲۱۶)

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ۴۷۵ھ میں شیخ شریف ابوالقاسم البکری المغربی بغداد آئے وہ شافعی شہری تھے، مدرسہ نظامیہ میں وعظ کرنے لگے حنابلہ کو مخاطب کر کے کہا کرتے تھے:

”ما کفر سلیمان و لکن الشیاطین کفروا، واللہ ما کفر احمد و لکن اصحابہ کفروا۔“

کہ ”سلمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا شیاطین نے کفر کیا ہے، بخدا امام احمد کافر نہیں مگر ان کے پیروکار کافر ہیں۔“ (الکامل ص ۱۳۲ ج ۱۰)

مصر امام شافعی رحمہ کا مدفن ہے اس لیے اہل مصر سمجھتے تھے کہ مصر میں امام شافعی کا ”سکہ“ چلنا چاہیے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی طبقات الشافعیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”جب الملک الظاہر بیبرس نے پچھلے دستور کے برخلاف شافعی قاضی القضاۃ

کے علاوہ باقی تینوں مذاہب کے بھی علیحدہ علیحدہ قاضی مقرر کیے تو فقہاء شافعیہ

نے اس کو سخت ناپسندیدگی کی نظر دیکھا، اس لیے کہ وہ مصر کو شافعی قاضی القضاۃ

کے تحت دیکھنا چاہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ قدیم روایات اور امام شافعیؒ

کا مدفن ہونے کی وجہ سے مصر وہ مذہب شافعی کا ”حق“ ہے جب بیبرس

کی حکومت کا ماتہ ہوا اور اس کے خاندان سے حکومت منتقل ہوئی تو بعض

شافعیہ نے اس کو اس فعل کی سزا اور قدرتی انتقام سمجھا۔“

(تاریخ دعوت و عزیمت ص ۳۲ جلد ۲ نیز ملاحظہ ہوں طبقات الشافعیہ ص ۲۷ ج ۱)

علاوہ ازیں کون نہیں جانتا کہ بلدالابین میں حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی چار مصلے قائم کر دیئے گئے، جن پر ہر امام کے مقلد علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے تھے۔ حالانکہ حنفیہ کے نزدیک

دوسری مرتبہ جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ مقام غور ہے کہ پہلے جو شافعی یا مثلاً مالکی وغیرہ کی جماعت ہوتی تھی تو کیا وہ نماز یا جماعت نہ تھی؟ کہ وہاں دوبارہ نماز پڑھائی جاتی رہی؟ فجر، ظہر، عصر اور عشاء میں وقت تو زیادہ ہوتا ہے مگر مغرب کی نماز کے وقت جو صورت تھی اس کا چشم دید حال مشہور سیاح مخدوم جہیر اندلسی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

”مگر مغرب کی نماز وقت کی تنگی کی وجہ سے سب امام ایک ساتھ ہی ادا کرتے ہیں۔ اس وقت کی نماز میں تمام مقتدی اپنے اپنے مؤذن اور اماموں کی آواز پر بغور متوجہ رہتے ہیں اس لیے کہ چاروں طرف سے کان میں تبکیروں کی آواز آتی ہے اور نمازیوں کو دھوکا ہوتا ہے۔ کبھی مالکی، شافعی اور حنبلی مؤذنون کی تبکیروں پر رکوع و سجود کرتے ہیں اور کبھی اپنے امام کے خلاف دوسرے امام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہیں۔“ (سفرنامہ ابن جبر ۵۵ مترجم)

لاریب کہ علماء محققین نے اس فعل شنیع پر انکار کیا۔ مگر بتلانا یہ مقصود ہے کہ یہ فقہی مسلک گروہی عصبیت میں اس قدر دور نکل چکے تھے کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کے بھی روادار نہ تھے۔ بلکہ حد یہ ہے کہ فقہی مسائل میں باہم مناظرہ و مناقشہ کے وقت کدوہ افطار کرنے کی بھی اجازت مرہمت فرمادی گئی۔ تاکہ پوری قوت سے ”باطل“ کے خلاف ”جہاد“ ہو سکے۔ اور احقاق حق میں کسی قسم کی کمزوری نہ رہے، چنانچہ علامہ شعرانی اپنے شیخ سید علی خواصی سے نقل کرتے ہیں کہ:

”قد بلغنا من وراء النهر جماعة من الشافعية والمحنفة يفتنون في نهار رمضان ليتقوا على الجدال وادحاض بعضهم حجج بعض“

(الميزان الكبرى ۲۶)

”ہمیں ماوراء النہر کے شافعیوں اور حنفیوں کی ایک جماعت سے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ مناظرہ کے وقت اور ایک دوسرے کے دلائل کا جواب دینے کے

لے علامہ شامی نے علامتے احناف و مالکیہ کے اس سلسلہ میں کچھ فتاویٰ نقل کیے ہیں مگر خود ان کی رائے یہ ہے کہ مکروہ اور مسجد نبوی کا حکم ”مسجد شارع“ کا ہے لہذا ان میں تکرار جماعت مکروہ نہیں (رد المحتار ص ۵۵۵) گویا موسوف اس فعل کے لیے سند جواز پیش کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ ”حریمین“ کا حکم مسجد شارع قرار دینا بھی صحیح نہیں بلکہ ”مسجد شارع“ میں امام مقرر نہیں ہوتا برعکس حریمین کے۔ فقہا بتو!

وقت روزہ افطار کر دیتے تھے تاکہ بدال یعنی مناظرہ میں قوت رہے !
علامہ محمد انور کا شمیری مرحوم نے بھی اسی بات کا اعتراف کیا ہے کہ فقر کی کتابوں میں پرسنہ
ہی ہے کہ :

”اِنَّ حَنْفِيًّا لَوْ نَظَرَ شَافِعِيًّا فِي رَمَضَانَ وَرَأَى اَنْ الصَّوْمَ يَضْعَفُ
بِجَازِلِهِ الْاَفْطَارَ“ الخ

کہ ”حنفی اگر کسی شافعی سے رمضان کے مہینہ میں مناظرہ کرے اور وہ روزہ کی
وجہ سے کمزوری کا احساس کرے تو اس کے لیے روزہ افطار کرنا جائز ہے“
(فیض الباری ص ۱۹۶ باب فضل صلوة الفجر في الجماعة)

علامہ کا شمیری نے تو الحمد للہ اس کی تردید فرمادی اور کہا کہ اس پر عمل مناسب نہیں۔ مگر
میں یہ بتلانا ہے کہ قرون ماضیہ میں مذہبی تنافر کس انتہاء کو پہنچ چکا تھا؟
پہی نہیں بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ شافعیوں سے رشتہ مناکحت جائز نہیں
ہناچہ فتاویٰ البزازیہ میں ہے :

”وقال الامام السفكودي لا ينبغي للعنفي ان يزوجه بنته من شافعي
المذهب ولكن يتزوج منهم“ (ص ۱۱۰ ج ۳)
الوتر والنوافل، وايضاً ص ۱۱۰ ج ۳ -

یعنی ”امام سفکودی نے کہا ہے کہ کسی حنفی کیلئے لائق نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح
کسی شافعی نوجوان سے کرے البتہ شافعی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔“
یعنی جیسے اہل کتاب میں کہ ان کی عورت سے تو نکاح جائز ہے مگر مسلمان عورت کا نکاح
اہل کتاب سے ممنوع و ناجائز ہے۔

ابھی ہم نے بلد الامین میں چار مصلوں کا ذکر کیا۔ علاوہ ازیں نماز ہی کے مسئلہ میں
یہ بھی دیکھ لیجئے کہ کیا حنفی کے لیے شافعی کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ فقیر ابواللیث سمرقندی
حنفی لکھتے ہیں :

”واما الاقتداء بالشافعي المذهب قالوا لا بأس به اذا لم يكن متعصباً
ولا شاكا في ايمانه ببينا انه لو قال انا مومن ان شاء الله اراد
به الماضى والحال يكفروا اذا اراد به المستقبل لا يكفروا ولا

ينحرف عن القبلة تحريفاً فاحشاً وان يكون متوضاً في الخارج
من غير السبيلين وان لا يكون مترعاً بالسوء القليل اذ وقعت
فيه نجاسة اراد به القلتين وهي خمسمائة رطل بالعراقي وروى
عن مكحول النسي عن ابي حنيفة ان من رفع يديه عند الركوع
وعند الرفع منه يفسد صلاته لانه عمل كثير

فتاوى النوازل (ص ۲۸، ۲۹)

یعنی شافعی امام کی اقتداء چند شروط کے ساتھ جائز ہے۔ (۱) وہ متعصب نہ ہو۔ (۲) اپنے ایمان کے بارے میں ”انا مؤمن ان شاء اللہ“ کہیں ان شاء اللہ مومن ہوں کا قائل نہ ہو کہ اگر اس سے مراد اس کی زمانہ حال و ماضی ہے تو وہ کافر ہے۔ اور اگر مستقبل مراد ہے تو کافر نہیں۔ (۳) قبلہ سے انحراف شدید نہ کرتا ہو۔ (۴) سبیلین کے علاوہ اگر اس کے بدن سے کوئی چیز (مثلاً خون) نکل آئے تو اس سے وضو کرے۔ (۵) تھوڑے سے پانی میں اگر نجاست گر گئی ہو تو اس سے وضو نہ کیا ہو اور ”ما قلیل“ سے مراد قلتین ہیں جو کہ عراقی ۸۰ رطل کے برابر ہوتے ہیں۔ (۶) مکحول نسفی نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ جو رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرے اس کی نماز باطل ہے کیوں کہ یہ عمل کثیر ہے۔ (گو یا شافعی رفع یدین نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے)۔

یہ ہیں وہ شرائط جن کی شافعی امام اگر پابندی نہ کرے تو وہ احناف کا امام نہیں بن سکتا۔ آخر الذکر کے علاوہ تقریباً یہی شروط قاضی خاں اور رد المحتار (ص ۵۶۳، ۱۶) وغیرہ میں بھی منقول ہیں۔ اور فتح القدیر ص ۳۱۱ ج ۱ میں ہے کہ ”ابو الیسر“ بھی کہتے ہیں کہ حنفی کو شافعی کی اقتداء نہیں کرنی چاہیے کہ امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ رفع یدین سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔

۱۵ اور آج کچھ اسی قسم کے مسائل کی بنا پر بعض تنگ نظر فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کی اقتداء نہیں کرنی چاہیے مگر شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ یہ رائے مبتدعین کی ہے اور جمہور سلف امت کے مخالف

ہے تفصیل کے لیے دیکھئے الفتاویٰ الکبریٰ ص ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴

اب آپ ہی ازراہ انصاف فرمائیں کہ فقہی اختلاف میں ”دعویٰ توسع“ کے بعد یہ لڑائیاں اور دوسرے امام کو حق پر سمجھنے کے باوجود ان کے متبعین سے یہ بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ بات بڑے زوردار الفاظ سے باور کرائی جاتی ہے کہ ائمہ اربعہ حق پر ہیں۔ یہ چاروں نہر میں ایک ہی دریا سے نکلی ہیں، ان کا مرکز و منبع ایک ہے۔ مگر مندرجہ بالا صورت حال کی روشنی میں تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ ”ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں۔“

یہ فقہی اختلاف سلف میں بلکہ خود ائمہ اربعہ میں موجود تھا بایں ہمہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے ناز پڑھتے۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں، امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ جو قرآن کا حافظ ہو مگر رفع الیدین نہ کرتا ہو کیا وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے یا جو رفع الیدین کرتا ہو اور قرآن کا حافظ نہ ہو؟ تو انہوں نے فرمایا:

”يَوْمَ الْقَوْمِ اقْرَأْهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ وَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَرْفَعَ يَدِيهِ لِأَنَّهُ سَنَّةٌ“

کہ ”حافظ قرآن کو امام بنانا چاہیے اور اسے چاہیے کہ رفع الیدین کرے کیوں کہ یہ سنت ہے۔“ (مسائل الامام احمد بروایت ابن عبد اللہ ص ۷۰)۔

تقلید و جمود کے دور کی اس المناکی پر ہر دور کے اہل علم نے نکیر کی۔ علامہ تاج الدین بیکنؒ لکھتے ہیں:

”و اما تعصبکم فی فروع الدین و حملکم الناس علی مذہب واحد فهو الذی لا یقبلہ اللہ منکم ولا یحملکم علیہ الامم محض لتعصب والتحاسد ولو ان ابا حنیفۃ والشافعی ومالکا واحمد احياء یرضون لشدادوا النکیر علیکم وتبروا منکم فیما

۵۔ ان واقعات کے علاوہ ان حضرات متقدمین نے اپنے خلاف رائے رکھنے والے ائمہ دین سے جو سلوک کیا وہ لغات تاریخ کی امانت ہیں۔ امام حمیدی، امام بخاری شیخ الاسلام ہروی، حافظ عبد الغنی مقدسی، علامہ ہزیم، علامہ منصور بن محمد تیزی، حافظ ابن تیمیہ، علامہ ابوبکر الغفری، علامہ ابوالحسن سندھی، امیر بانی وغیرہ وہ زرات ہیں کہ تمام متاخرین ان کے علوم سے استفادہ کرتے ہیں مگر ان کے مخالفین نے ان کے ساتھ کیا واراد کیا یہ ایک طویل اور دکھی داستان ہے۔

حق سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے!

تفعلون“ (معید النعم و معید النقم ۷)

کہ ”تمہارا فروغ دین میں تعصب اور لوگوں کو ایک ہی مذہب پر آمادہ کرنا ایسا عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔ اور اس اقدام پر تمہیں محض تمہارا تعصب اور حسد آمادہ کرتا ہے۔ اگر آج امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد رحمہم اللہ زندہ ہوتے تو وہ تمہاری انتہائی تردید کرتے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے برأت کا اظہار کرتے۔“

بلکہ امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

”جو مسائل امت میں اختلاف اور بغض و عداوت کا سبب نہیں ہوئے وہ تو اسلامی مسائل ہیں مگر:

”كل مسألة حدثت وطرأت فاجبت العداوة والبغضاء والتدابير والقطيعة علمنا انها ليست من امر الدين في شيء“

یعنی ”جو مسائل باہم عداوت و بغض، لڑائی اور تفریق کا سبب ہیں ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں“

پھر لکھتے ہیں: کہ ”اسلام تو الفت و محبت اور باہم رحم و پیار کا داعی ہے:

”كل راي ادى الى خلاف ذلك فخارج عن الدين“

”ہر رائے و بات جو اس کے خلاف ہے وہ دین سے خارج ہے“

(الاعتصام (ص ۲۳۲، ۲۳۳ ج ۲)

اور ایسے اختلاف کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ اس سے اللہ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہوں الفتاویٰ الکبریٰ ص ۲۶۹۔

لہذا ان فقہی مسائل میں اگر صورت حال وہی باقی رہتی جو صحابہ کرامؓ و سلف کے زمانہ میں

تھی تو یہ اختلاف گوارا تھا، مگر قرون متاخرہ میں جب تقلید و جمود کو ہوا دی گئی اور فقہی مسالک

کو ”شرائع اربعہ“ باور کر لیا گیا تو اس کا جو نتیجہ ہوا اس کا مختصر خاکہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر یہ

اختلاف رحمت ہے تو پھر زحمت و عذاب کونسا اختلاف ہے؟

(عاری ہے)